سید حسین نصر
ترجمہ :- پروفیسر وائی ایس طاہر علی

ابو ریحان البیرونی

(۲)

گذشتہ صدی میں بیرونی کی مذکورہ باتوں پر کافی تحقیق ہوئی ہے۔ تاہم ابھی بہت کچھ اور بھی تحقیق طلب امور ہیں۔ سب سے اوّل بات تو یہ ہے کہ اُن کی موجودہ تصانیف کو نہایت بالغ نظری سے پھر سے شائع کرنا چاہیئے یہ بھی صحیح ہے کہ اُن کی کتاب الجماھر فی معرفة الجواھر اور القانون المسعودی چھپ چکی ہیں۔ لیکن ان کو ایک بار اور نقد و بحث کے ساتھ نشر کرنے کی ضرورت ہے۔ رہیں وہ کتابیں جو اب تک شائع نہیں ہوئیں تو انہیں شائع ہونی ہیں اس سلسلے میں کتاب الصیدلة اور الاستیعاب خاص طور پر توجہ طلب ہیں۔

پھر بین الاقوامی یوروپی زبانوں میں بھی ان کتابوں کا ترجمہ ہونا چاہیئے۔ بیشتر مستشرقین مثلاً ای۔سی۔سخاؤ، ایف کرینکو، آر۔ ریمزے رائٹ، پی کراؤس۔ ایچ۔سوتر، ایم۔میرہوف، ای۔ایس۔کینیڈی، ایم علی وغیرہم نے نہایت عرق ریزی سے ان کی بہت سی کتابوں کے ترجمے انگریزی، فرانسیسی اور جرمن میں کیے ہیں۔ نیز روسی زبان بھی ابھی چند سالوں سے ان کتابوں

کے ترجموں سے مالامال ہو رہی ہے پھر بھی یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ بہت کچھ اور بھی ترجمہ کرنے کی کتابیں باقی ہیں۔ میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ جو کتابیں مترجم ہو چکی ہیں وہ پھر سے ترجمہ کی جائیں تاکہ ان حقیقتوں کو پیش نظر رکھ کر اصل سے مطابقت ہو جائے۔ مجھے امید ہے کہ القانون المسعودی پر بھی ایسا ہی کام ہو سکا جیسا کہ سی۔ اے۔ نلینو نے البتانی پر کیا ہے۔ القانون المسعودی نجوم میں مسلمانوں کی حقیقی کارگذاری کی آئینہ دار ہے۔

اُن کی بعض بڑی کتابوں کے ترجمے فارسی، اردو، ترکی اور بنگالی زبانوں میں ہونے چاہئیں تاکہ مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ ان سے بہرہ اندوز ہو۔ البتہ فارسی میں دو ایک کتابیں ترجمہ کی جا چکی ہیں۔ اور بیرونی کے ہزار سالہ جشن منعقدہ ۱۹۷۳ء کے موقعہ پر کراچی کے ادارۂ ہمدرد کے ڈائرکٹر جناب حکیم محمد سعید کی زیر نگرانی کئی کتابیں اردو میں ترجمہ کی جا رہی ہیں۔ پھر بھی میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ عربی کے سوا دوسری اسلامی زبانوں میں ان کتابوں کا ترجمہ کیا جانا بے حد مفید ثابت ہوگا۔

بیسویں صدی کی گذشتہ چند دہائیوں میں البیرونی کے سائنس، تاریخ اور فلسفہ کے متعلق مطالعہ ہوا ہے جو ایک خاص نوعیت کا ہے اُن کے سائنسی کارناموں پر جو ریاضیات سے لے کر جغرافیہ تک پھیلے ہوئے ہیں جن حضرات نے روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں :- ای۔ ویڈمین، ایچ۔ سوٹر، سی۔ سکوتے، ایس۔ ایچ۔ برنی ایم۔ جے۔ ہاسمنی۔ ایم۔ میرہوف، زیڈ۔ وی۔ ٹوگن، اے سیٹیلی اور ای۔ ایس۔ کینیڈی وغیرہم۔ مؤخر الذکر مستشرق نے اور اُن کے رفقاء اور طلباء نے اُن کی ریاضیات والی عمومی تاریخ پر تفصیل سے تجزیہ کیا ہے اور اسلامی علوم میں اُن کا کمرہ دار ثابت کیا ہے۔ اسی طرح برصغیر کی تاریخ پر مستشرق سخاؤ اور بہت سے ہندو اور مسلمان فاضلوں نے تحقیقی مقالے لکھے ہیں البتہ فلسفہ سے متعلقہ علوم مثلاً نظام عالم یا مابعد الطبیعات پر گنتی کے چند عالموں نے کام

کیا ہے وہ یہ ہیں :- پی۔ کراؤس ، ایس۔ پائنکس ، اور سید حسین نصر۔
ان تمام علوم پر علماء کی مختلف جماعتوں کو مدت تک نہایت لگن سے کام کرنا ہے تاکہ بیرونی پر جو کچھ تحقیق کا کام ہوا ہے اُسے اپنے زمانے کی کسی بھی زبان میں نقل کر لیا جائے۔

البیرونی کی تصنیفات کا ایک اور رخ اسلامی فکر سے تعلق رکھتا ہے یہاں وہ ایک مسلمان مفکر معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ اُن کے زمانہ کی ثقافت اور اُن کا علمی تبحر اور مذہبی عقائد کو مدِنظر رکھ کر ہم اُنہیں عالمِ اسلام میں اُن کے ایرانی ماحول کے ساتھ دیکھیں اور دنیا کے سامنے اُنہیں ایک بلند پایہ مفکر کی حیثیت سے پیش کریں تاکہ اسلام کی تاریخ بھی چمک اُٹھے اور ہمارے زمانے کے سائنس دان اور عالموں کو معلوم ہو کہ وہ ہمارے لئے قابلِ تقلید ہیں۔ درحقیقت البیرونی اپنی صداقت کی بنا پر ایک رواداری اور غیر جانبدار عالم ہیں اگرچہ وہ اپنی ایرانی ثقافت اور روایات کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

ان تمام تحقیقی کاموں میں دنیا بھر کے عالموں اور ادیبوں کو صلائے عام دینی چاہیئے۔ خاص طور پر ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہم اُن کے کارناموں کو اور افکار کو اُجاگر کریں۔ کیونکہ ہم ذہنی طور پر اُن کی تمام باتوں کے وارث ہیں خواہ ہم ایرانی ہوں یا افغان۔ تاجیک ہوں یا تازی۔ ترک ہوں یا برصغیر ہند و پاکستان کے باشندے۔ مآلِ کار اہلِ ایران پر ایک اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ بیرونی ایران ہی میں پیدا ہوئے اور وہیں اُن کی نشوونما ہوئی۔ اس لحاظ سے اس ترکہ کے وارث حقیقی معنوں میں اہلِ ایران ہوتے۔ اہلِ ایران فردوسی اور بوعلی سینا سے بخوبی واقف ہیں۔ اول الذکر بیرونی کے ہمعصر تھے اور ثانی الذکر سے اُن کی خط و کتابت رہی ہے اور ایک دوسرے کے دوست بھی رہ چکے ہیں۔ لہٰذا ہمارا تو فرضِ اولین ہے کہ ہم سب مل جل کر دنیا کو بتائیں کہ بیرونی ایک نامور دانشمند انسان ہو گزرے ہیں جو نہ صرف ایران کے

باشندہ تھے بلکہ اُن کا تعلق ساری عالمی برادری سے تھا۔ ہمارے ارباب حل وعقد نے اس معاملہ میں گہری دلچسپی لی ہے جو انشاء اللہ تحقیقی کاموں میں وسیع پیمانہ پر بارآور ہوگی اور ہمارے پڑوسی ملکوں کے فاضلوں کے ساتھ اس مہم میں ہاتھ بٹائے گی۔ نیز ان دور افتادہ مراکز کے کاموں میں بھی ممد و معاون ثابت ہوگی جہاں اس فقید المثال شخصیت کی زندگی اور کارناموں پر کام ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ ہم سب دنیا کو ثابت کر دکھائیں گے کہ دنیا کے ممتاز ترین سائنسدانوں میں البیرونی بھی ایک تابندہ مثال ہے۔

---

(۱) الآثار الباقیۃ کا اے۔ دانا سرشت نے طہران میں ۱۹۴۱ء میں ترجمہ کیا ہے۔ گزشتہ صدی میں ان سوالوں اور جوابوں کا بھی جو بوعلی سینا کے ساتھ ہوتے تھے نامۂ دانشوران میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ کتاب التفہیم کا فارسی متن والا نسخہ بھی ۱۹۴۰ء — ۱۹۳۸ء میں جے۔ ہمائی نے طہران میں ایک طویل مقدمہ کے ساتھ نشر کیا ہے۔ جے ہمائی نے تو البیرونی پر اتنا زبردست مطالعہ کیا ہے کہ شاید ہی کسی نے کیا ہو اور اپنی کتاب کا نام انہوں نے البوریحان نام رکھا ہے یہ کتاب تاہنوز شائع شدہ نہیں ہے۔